قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون إنما يتذكر أولوا الألباب

۷۸۶

چوں نص بالا دال است بر توقف تذکر و منہ التصوف بر حصول لب

اعنی بہ العلم والتعرف۔ پس برائے تکمیل ایں ضرورت رسالہ

۵۶۳

# التکشف عن مہمات التصوف

کہ ہم ذریعۂ تکرم ست باین فن و تشرف، و ہم مزیل خشونت است وفیہ تقشف

از افادات حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ فی ظلہ عن

اللہف اللاسف

حسب فرمائش محمد عثمان غفر لہ اللہ الرحمٰن مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

عملاً اسکی حقیقت ترک اسباب ہے پھر اسباب کی دو قسمیں ہیں اسباب دینیہ اور اسباب دنیویہ۔ اسباب دینیہ جنکو اختیار کرنے سے کوئی دینی نفع حاصل ہو ان کا ترک کرنا محمود نہیں بلکہ کہیں گناہ اور کہیں خسران و حرمان ہے اور شرعاً یہ توکل نہیں اگر لغۃً توکل کہا جاوے تو یہ توکل مذموم ہے اور اسباب دنیویہ جن سے دنیا کا نفع حاصل ہو اس نفع کی دو قسمیں ہیں حلال یا حرام اگر حرام ہو اسکے اسباب کا ترک کرنا ضروری ہے اور یہ توکل فرض ہے اور اگر حلال ہو اسکی تین قسمیں ہیں یقینی اور ظنی اور وہمی اسباب وہمیہ جنکو اہل حرص و طمع اختیار کرتے ہیں جسکو طول امل کہتے ہیں ان کا ترک کرنا ضروری ہے اور یہ توکل فرض و واجب ہے اور اسباب یقینیہ جن پر وہ نفع عادۃً ضرور مرتب ہو جاوے جیسا کھانے کے بعد آسودگی ہو جانا پانی کے بعد پیاس کم ہو جانا اس کا ترک کرنا جائز نہیں اور نہ شرعاً یہ توکل ہے اور لغۃً توکل کہا جاوے تو یہ توکل جائز ہے اور اسباب ظنیہ جن پر غالباً نفع مرتب ہو جاوے مگر بارہا تخلف بھی ہو جاتا ہو جیسے علاج کے بعد صحت ہو جانا یا نوکری و مزدوری کے بعد رزق ملنا ان اسباب کا ترک کرنا وہ ہے جس کو عرف اہل طریقت میں اکثر توکل کہتے ہیں اس کے حکم میں تفصیل یہ ہے کہ ضعیف النفس کے لیئے تو جائز نہیں اور قوی النفس کے لیئے جائز ہے بالخصوص جو شخص قوی النفس بھی ہو اور خدمت دین میں مشغول ہو اس کے لیئے مستحب بلکہ کسیقدر اس سے بھی موکد ہے پس خلاصہ تقریر کا یہ ہوا کہ توکل علمی تو مطلقاً اور عملی بمعنی ترک اسباب حرام و ترک اسباب نفع دنیوی موہوم فرض اور بمعنی ترک اسباب دینیہ و بمعنی ترک اسباب دنیویہ مباحہ یقینیہ حرام و مذموم و بمعنی ترک اسباب مباحہ دنیویہ ظنیہ ضعیف النفس کو حرام اور قوی النفس کو مستحب پس تین قسمیں فرض اور دو قسمیں حرام اور ایک بعض اوقات میں حرام اور بعض اوقات میں مستحب اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ جو توکل شرعاً ناپسند ہے اُس میں اور طاعت میں تنافی ہے ورنہ کوئی منافات نہیں واللہ اعلم۔

# تحقیق تمثیل ذات حق بہ بعضی اشیاء

سمجھنا چاہیئے کہ اکثر عارفین کے کلام میں حق تعالی کو مختلف چیزوں کے ساتھ جیسے آفتاب و دریا و ہوا وغیرہا سے تمثیل دیجاتی ہے اور یہ تشبیہ من کل الوجوہ نہیں ہوتی جیسا بعض لوگ خشک مزاج بھی سمجھ کر بزرگوں کو برا کہتے ہیں یا بعضے ناواقف متصوف بھی سمجھ کر اپنے عقائد کو خلاف شرع کر لیتے ہیں بلکہ کسی خاص امر میں تشبیہ ہوا کرتی ہے مثلاً اس مقام پر ذات حق کو دریا سے صرف اس امر میں تشبیہ دی کہ دریا میں بہ نسبت خشکی کے بساطت و وحدت ہوتی ہے اور ماہی کو اُس سے سیری نہیں ہوتی جیسے ذات حق میں وحدت ہے اور طالب کو اُس سے سیری نہیں ہوتی گو خود وحدت میں تفاوت ہو کہ دریا کی وحدت اضافی ہے اور ذات حق کی وحدت حقیقی مگر مطلق وحدت میں تو مناسبت ہے اس لیئے یہ تشبیہ صحیح ہو گئی اور ایسی تشبیہ کا جواز قرآن مجید سے ثابت ہے مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح الآیہ پس مثل بفتح المیم والثاء اور مثال کی حقیقت شئی مثل لہ کی فی وصف تما ہے گو طرفین تمثیل میں ہزاروں درجہ تفاوت ہو قال اللہ تعالی وللہ المثل الاعلی اور اس میں کوئی محال

نہیں اور مثل بکسر اللام وسکون الثاء کی حقیقت شی مشارک فی النوع ہے اور جناب باری میں اس کی مجال نہیں
تعالی اللہ تعالی لیس کمثلہ شیئ پس مقصود تمثیل سے ایراد مثال ہوتی ہے نہ ایراد مثل بکسر المیم۔

# تحقیق مظہریت عالم مر ذات وصفات حق را واقسام ظہور

چند باران عطا باران شدہ ۔ تا بدان آن بحر دُر افشان شدہ
چند خورشید کرم افروختہ ۔ تا کہ ابر و بحر جود آموختہ
چند خورشید کرم تابان شدہ ۔ تا بدان آن ذرہ سرگردان شدہ
پرتو دانش زدہ بر آب و طین ۔ تا شدہ دانہ پذیرندہ زمین
خاک امین و ہر چہ در وے کاشتی ۔ بے خیانت جنس آن برداشتی
این امانت زان امانت یافت ست ۔ کافتاب عدل بر وے تافت ست
تا نشان حق نیرد نو بہار ۔ خاکِ سر ہا را نکردہ آشکار
آن جوادے کو جمادے را بداد ۔ این خبر ہا وین امانت وین سداد
آن جماد از لطف چون جان میشود ۔ زمہریر قہر پنہان مے شود
آن جمادے گشت از فضلش لطیف ۔ کل شیئ من ظریفٍ ہو ظریف
مر جمادے را کند فضلش خبیر ۔ عاقلان را کردہ قہر او ضریر

آن ذرہ مراد آفتاب کہ پیش عظمت حق کم از ذرہ است ۔ نشان فرمان ۔ سر ہا امور مخفیہ مراد سبزہ وگل ۔ آن جوادے الخ
آن مبتدا انشہ رہ بحق جوادے خبر بحذف رابط یعنی آن ذات حق پنہان جوا دیست الخ زمہریر بمعنی خزان وزمستان
سخت سرد مذکور اوپر کے اشعار میں حق جل وعلا شانہ کی عظمت از تمام مخلوقات کا اُن کی طرف محتاج ہونا مذکور تھا
ان اشعار میں اسی مضمون کی تقویت وتائید ہے فرماتے ہیں کہ بحر میں جو صفت دُر افشانی آگئی ہے اُس کی وجہ
یہی ہے کہ اسپر عطائے الٰہی کی بارشیں ہوئی ہیں (پس بحر کی صفت عطا حق تعالیٰ کی صفت عطا کا فیض ہے)
اور ابر و بحر میں جو صفت جود آگئی ہے کہ اس قدر پانی اُس سے ملتا ہے اُسکی وجہ یہ ہے کہ اُسپر کرم الٰہی کی تابشیں
ہوئی ہیں (پس ابر و بحر کی صفت جود حق تعالیٰ کی صفت جود وکرم کا فیض ہے) اور آفتاب فلک میں جو صفت
سرگردانی یعنی تحرک کی (جس سے عالم کو نور بخشی ہوتی ہے) آگئی ہے اُسکی وجہ یہی ہے کہ اُسپر کرم الٰہی کی تابشیں
ہوئی ہیں (پس آفتاب کی صفت نور بخشی حق تعالیٰ کی صفت کرم بخشی کا فیض ہے) اور زمین جو دانہ کو
قبول کر لیتی ہے اُسکی وجہ یہی ہے کہ آب وگل پر علم الٰہی کا پرتو پڑ گیا ہے (پس زمین کا دانہ کو لے لینا جس کے
لئے صفت علم کی عادۃً ضرورت ہے حق تعالیٰ کی صفت علم کا فیض ہے) اور خاک میں جو صفت امانت
کی آگئی ہے جس سے وہ ایسی امین ہو گئی ہے کہ جو چیز اُس میں کاشت کرو وہی اُس سے